نصیر اللہ خاں (کراچی)

کشمیر — آغاز کا انجام

مقبوضہ کشمیر میں جو کرہوی کی تحریک چلی ہے تو وہ آج یا کل کی بات نہیں ہے۔ اس کا آغاز اس وقت ہوا، جب فرنگی حکمرانوں نے اسے ڈوگروں کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا۔ وادیٔ کشمیر میں ڈوگروں کی حکومت کے راج میں کشمیری مسلمانوں پر جو ظلم و ستم توڑے جا رہے تھے۔ کالم نویس نے وہ اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ کشمیری مسلمان، جو بھاری اکثریت میں تھے، تو ان کی حالت سے کشمیری ڈوگرہ حکمرانوں کے ڈھور ڈنگر کی حالت بہتر تھی۔ یہ پھلوں کی کاشت کرتے، لیکن اپنے ہی باغ کے پھل کھانا ان پر حرام تھا۔ انہیں اپنے جانوروں کی چرائی کے لئے چرائی ٹیکس بھی دینا پڑتا۔ مزدور کشمیری بیگار میں پکڑے جاتے۔ عورتوں کی عصمتیں محفوظ نہیں تھیں۔ ڈوگرہ حکمراں موج مزے اڑاتے۔ اور کشمیری عوام کو تن ڈھانپنے کے لئے گز بھر لٹھا اور ایک وقت کی روٹی بھی نہیں ملتی۔ غرض کے کشمیری عوام کو ڈوگرہ حکمراں اپنی ذاتی ملکیت سمجھتے تھے۔

اور پھر ۱۹۳۲ء میں چوہدری غلام عباس مرحوم نے کشمیر میں کشمیری مسلمانوں کو ڈوگرہ شاہی کے آہنی پنجے سے چھٹکارا دلانے کے لئے مسلم کانفرنس کی داغ بیل ڈالی اور شیخ محمد عبداللہ بھی علی گڑھ سے تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ان کے ساتھ آ ملے۔

کشمیری مسلمانوں کو ستایا گیا تھا کہ وہ اپنے سائے سے بھی ڈرنے لگے۔ انہیں بزدل ہونے کے طعنے بھی دیئے جانے لگے اور پھر جب ڈوگرہ راج میں کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم انتہا کو پہنچ گیا تو پنجاب کے مسلمانوں نے ڈوگرہ راج کے خلاف اپنے کشمیری بھائیوں کی ہمدردی اور حمایت میں تحریک چلائی۔ علامہ اقبال نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہی اس تحریک کے محرک اور رہنما بھی تھے، لیکن جب علامہ کے علم میں یہ بات آئی کہ کشمیر میں قادیانی تبلیغ کرنے کی غرض سے اس تحریک میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور شیخ عبداللہ کو تحریک چلانے کے لئے، انہوں نے لاکھوں روپے دیئے ہیں، تو علامہ اس تحریک سے الگ ہو گئے۔ اور شیخ عبداللہ کے بارے میں یہ کہا جانے لگا کہ وہ خود بھی قادیانی ہیں، تو انہوں نے لاہور کے ایک جلسے میں یہ اعلان کیا کہ وہ قادیانی نہیں ہیں۔ جہاں تک کہ قادیانیوں سے مالی امداد وصول کرنے کا تعلق ہے، تو وہ ضرورت کے تحت مصلحتاً لیا گیا ہے۔ اور پھر مجلس احرار اسلام نے یہ تحریک چلائی۔ مجلس احرار کے سرفروش دریائے جہلم میں کود گئے اور کشمیر کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ مشہور افسانہ نگار اور ناول نویس مسز عبدالقادر، ملک کے ممتاز شاعر سراج الدین ظفر مرحوم کی والدہ نے، جس کے ساتھ ان کی ایک بچی اور ایک بچہ (کرنل ہمایوں) بھی تھا، جہلم میں ایسی جوشیلی اور جذباتی تقریریں کیں کہ جہلم کے بھی بہت سے مسلمان کشمیر کی سرحد میں داخل ہو گئے، لیکن ڈوگرہ حکومت کے جبر و ستم میں کوئی فرق نہ آیا۔ اور پھر سب نے یہ دیکھ لیا کہ کشمیر کے ڈوگرہ راجہ نے پاکستان کو دھوکے میں رکھ کر اپنے سے بھی بڑی ڈوگرہ شاہی حکومت کی فوج کو اپنی مدد پر بلا لیا۔ اور پھر اس حکومت نے، جس نے اپنی فوج کو کشمیر میں امن و امان قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا، مہاراجہ کشمیر سے استعفیٰ طلب کر لیا۔ اور کشمیر کو بھارت کا اٹوٹ رنگ بنا ڈالا۔ اور اب ہم اپنے کشمیری بھائیوں کے لئے جو زندہ ہیں، دعائے خیر کرنے اور جو شہید ہو چکے ہیں، ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے، یا جلسے جلوس کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں۔ تو وہ کر رہے ہیں۔ بھارتی حکومت نے کشمیریوں پر حملہ کرنے ہی امریکہ اور دوسرے چھوٹے بڑے ملکوں کو یہ بتانا شروع کر دیا تھا کہ شملہ معاہدے کے مطابق اور کشمیر میں بار بار الیکشن کروانے کے بعد کشمیر بھارت کا حصہ بن چکا ہے۔ اور پاکستان اس کے داخلی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے اور کشمیر میں پاکستان کے دہشت گرد داخل ہو گئے ہیں، لیکن پاکستان کی حکومت نے اس مسئلہ پر کسی ملک سے سفارتی تعلقات قائم نہیں کئے۔ اور کسی بین الاقوامی فورم میں کشمیر کا مسئلہ نہیں اٹھایا۔